بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

۲۸ر جون کی شام کو پوری قوم صدر یحییٰ صاحب کی تقریر کیلئے گوش بر آواز تھی، صدر کی تقریر موجودہ حالات میں بہت حد تک جاندار اور سیاسی تعطّل میں ارتعاش پیدا کرنے والی تھی۔ اکثر لیڈروں کا فوری ردعمل اظہار اطمینان تھا اور اس میں شک نہیں کہ مشروط غیر ملکی امداد کے بارہ میں خوددارانہ رویہ، نظریہ پاکستان اور اسلامی آئین سے وفاداری کا عہد، بھارت کے مذموم ارادوں کے سامنے عشق نبوی سے سرشار ہو کر ڈٹے رہنے کا عزم بحالیٔ جمہوریت وانتقالِ اقتدار کے راستے پر گامزن رہنے کے عہد کی تجدید۔ یہ سب باتیں سراہنے کے قابل تھیں مگر ہمارے خیال میں تقریر کا اہم اور بنیادی حصہ وہی ہے جس کا تعلق آئین کے نئے نئے طریق کار سے ہے۔

آئین کسی قوم کی اخلاقی سماجی معاشی اور معاشرتی زندگی کا سرچشمہ اور کسی قوم کی تشکیل اور عروج وارتقاء میں اس کا حصہ ریڑھ کی ہڈی بلکہ روح جیسا ہوتا ہے اس لئے آئین سے متعلق کوئی اقدام پوری قوم کی نظری وفکری قوتوں کا محور ہونا چاہیئے اور آئین کا نام آتے ہی پوری قوم کے دل کی دھڑکن تیز ہونی چاہیئے کہ ؎ عشق است وہزار بدگمانی ــــ آئین کے موجودہ منصوبے نے ہمارے ان خدشات کو ثابت کر دکھایا کہ قوم کی اکثریت کا موجودہ جمہوری مزاج ایسے نازک ترین کام کا متحمل نہیں نہ تو وہ جذبات اور پُرفریب تصورات سے ہٹ کر صحیح پارلیمنٹ کا انتخاب کر سکتی ہے۔ نہ موجودہ شکل میں منتخب پارلیمنٹ خلوص، للہیّت سے کام لیکر اسلامی تقاضوں اور ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی اسلامی آئین ملک کو دے سکتی ہے۔

اسلامی آئین کی تشریع اور آئین سازی کو تو چھوڑیئے جس کا حق مخلوق کے خالق نے کسی کو دیا ہی نہیں کہ خلق کے ساتھ امر کا رشتہ بھی اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے ــــ جدید تقاضوں کے مطابق آئین کی تشریح وتعبیر اور تدوین وتشخیص بھی اتنا معمولی کام نہیں جسے "جمہوریت" کی پیداوار ایک ایسی پارلیمنٹ کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے جسکی اکثریت کی دین سے وفاداری تو کیا ملک وملت سے "وفاداری" کا مسئلہ بھی پوری قوم کیلئے المناک بحران کا سبب بن جائے۔

★ ★